شمارہ نمبر ۴

وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

دسمبر ۲۰۱۷ء
جنوری ۲۰۱۸ء



دوماہی مجلّہ

الاجماع

- نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز کے ساتھ وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تفسیر ثابت نہیں (کفایت اللہ سنابلی کو جواب)
- کتاب الآثار امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے (زبیر علی زئی کو جواب)
- امام موفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ صدوق ہے (زبیر علی زئی اور غیر مقلدین کو جواب)



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

النعمان سوشل میڈیا سروسز

کی فخریہ پیشکش

دفاع احناف لائبریری

سینکڑوں کتب کا بیش بہا ذخیرہ

ماخوذ: مجلہ الاجماع

Www.AlnomanMedia.com

AlnomanMediaServices@gmail.com

Facebook.com/AlnomanMediaServices

"دفاع احناف لائبریری" موبائل ایپلیکیشن پلے سٹور سے ڈاؤنلوڈ کریں

کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) سے ثابت ہے۔

تحقیق: مولانا ظہور احمد الحسینی حفظہ اللہ

حاشیہ: مفتی ابن اسماعیل المدنی

کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) سے ثابت ہے، یہ کتاب **"کتاب الآثار"** دراصل امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تصنیفِ حدیث ہے، جس کو آپؒ سے آپ کے کئی شاگردوں نے روایت کیا ہے، جن میں سے ایک امام ابویوسفؒ بھی ہیں۔ اور امام ابویوسفؒ سے کئی لوگوں نے اس کتاب کو روایت کیا ہے، جن میں سے ایک ان کے بیٹے امام، فقیہ، قاضی یوسف بن ابی یوسفؒ (م ۱۹۸ھ) ہیں۔

- امام عبدالقادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ :

"وروی کتاب الآثار عن ابیہ عن أبی حنیفۃ وھو مجلد ضخم"

امام یوسف بن ابی یوسفؒ (م ۱۹۸ھ) نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے **"کتاب الآثار"** روایت کیا ہے جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔ **(الجواہر المضیہ ج:۲ص:۲۳۵)** اور کتاب الآثار بروایت ابو یوسف کے موجودہ نسخے میں بھی تصریح ہے کہ اس کتاب کو امام ابو یوسفؒ سے ان کے بیٹے یوسف بن ابی یوسف نے روایت کیا ہے۔ **(ص:۱)**

اور امام یوسف بن ابی یوسفؒ (م ۱۸۰ھ) صدوق، ثقہ اور محدثین میں سے ہیں، چنانچہ :

۱) ثقہ امام، ابو بکر محمد بن خلف بن ابی یحیی المعروف وکیع القاضیؒ (م ۳۱۰ھ) اپنی مشہور کتاب "اخبار القضاۃ"[11] میں کہتے ہیں کہ :

---

[11] **اعتراض :**

زبیر علی زئی غیر مقلد صاحب انتہائی جہالت سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اخبار القضاۃ قاضی محمد بن خلف بن حیانؒ سے منسوب ہے۔ **(مقالات ج:۱ص:۵۴۶)**

الجواب :

اخبرنی ابراهیم بن ابی عثمان قال: حدثنی عبدالله بن عبدالکریم أبو عبدالله الحواری قال: کان یوسف بن ابی یوسف عفیفا اماموناصدوقاقرأعلیه أبو یوسف أکثر کتبه، وکان أعلم بتدبیر القضاء وأضبط له من أبی یوسف، ولم یکن له اقتناع فی النظر ولا الحفظ۔

صرف اخبار القضاۃ کی کتاب کی سند نہ ہونے کی وجہ سے ،علی زئی صاحب اس کتاب کو قاضی وکیع ؒکی طرف منسوب کرنا مردود ہے ، کیونکہ یہ کتاب اہل علم کے درمیان مشہور ومعروف ہے ،بلکہ امام دارقطنیؒ(م **۳۸۵ھ**)اور امام جمال الدین ابو الحسن القفطیؒ(م **۶۴۶ھ**)فرماتے ہیں کہ ”**ولہ مصنفات کثیرۃ فی اخبار القضاۃ**“ ان کی قاضیوں کی خبروں کے بارے میں بہت سی تصانیف ہیں۔(**انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ ج۳ص:۱۲۴ ،تاریخ بغداد ج:۵ص:۲۳۷**) تاج الدین ابن الساعیؒ(م **۶۷۴ھ**)نے بھی اَخبار القضاۃ کو قاضی وکیعؒ کی تصنیف بتایا ہے۔(**الدر الثمین فی اسماء المصنفین ص:۳۱۰**)

نوٹ:

یاد رہے کہ قاضی وکیع ؒکی وفات **۳۰۶ھ** میں ہوئی اور امام دارقطنیؒ(م **۳۸۵ھ**)کی پیدائش **۳۰۶ھ** میں ہوئی ہے۔اورجو کتاب اہل علم کے درمیان مشہور ومعروف ہو ،تو محدثین کے نزدیک اب اس کتاب کی سند دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی ۔(**النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر:ج۱:ص۲۷۱**)غیر مقلدین کا بھی یہی موقف ہے۔(**یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جواب ص:۱۱۴، ۳۶۲، ۳۶۳**)

بلکہ زبیر علی زئی صاحب خود شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ **”غنیۃ الطالبین کتاب کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے لیکن حفظ ذہبیؒ اور ابن رجبؒ دونوں اس کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب قرار دیتے ہیں اوریہی راجح ہے“ ۔**

تنبیہ :

مروجہ غنیۃ الطالبین کے نسخے کی صحیح اور متصل سند میرے علم میں نہیں ہے۔واللہ اعلم۔(**فتاوی علمیہ ج:۲ ص:۴۲۱**)

قارئین کرام ! غور فرمایئے ،اپنی من پسند کی کتاب کی صحیح و متصل سند نہ ہونے کے باوجود صرف علماء کے کہنے پر زبیر صاحب کہتے ہیں کہ راجح یہی ہے کہ غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلا نیؒ کی کتاب ہے۔حالانکہ یہی تصریح اخبار القضاۃ کتاب کے بارے میں بھی موجود تھی ،(جسکی تفصیل اوپر گزر چکی)لیکن شاید زبیر علی صاحب کو ”اخبار القضاۃ “للقاضی وکیع کو غیر ثابت کرنا تھا ،اس لئے انہوں نے اپنا ہی اصول بھلادیا اور دوغلی پالیسی کا ثبوت دیا۔(اللہ ان کی خطا کو معاف فرمائے۔۔۔۔آمین)

الغرض صحیح اور راجح یہی ہے کہ اخبار القضاۃ للقاضی وکیع کی ہی تصنیف ہے۔

ابو عبداللہ الحواری ؒ کہتے ہیں کہ امام یوسف بن ابی یوسف ؒ پاکدامن قابل اعتماد صدوق امام ابو یوسف ؒ نے اپنی اکثر کتابیں انہیں پڑھائیں ،اور امام یوسف بن ابی یوسف ؒ قضاء کے انتظامات کو امام ابویوسف سے زیادہ جاننے اور یاد رکھنے والے تھے ،ان کی مہارت اور حافظے کی کوئی حد نہیں تھی۔**(اخبار القضاۃ ج:۳ص:۲۵۷)**

اسکین:

أخبار القضاة
لوكيع
محمد بن خلف بن حيان
٣٠٦ هـ
الجزء الثالث
عالم الكتب
بيروت

— ٢٥٦ —

فكان يوسف قاضياً أيام المهدى ونحن بجرجان وكانت كتبه تأتينا إلى جرجان وهو على القضاء ،فنفر بينهما أبو يوسف فبعث إليه مرة بشراء قد اشتراه إلى يوسف فقال لى أبو يوسف انظر فى هذا الشراء وقد أشهدفيه يوسف جماعة أصحابنا وسماهم على،فقلت له ما أرى بأساً فقال هذا فاسد، يكتب بشراء باسمى وأنا غائب قال كأنهم يومئذلم يكونوا انظروا هذا النظر .

كان يوسف قاضيا بمدينة السلام — قال على : وما أعلم أحدا بقى اليوم يعلم أن يوسف بن أبى يوسف كان قاضيا أيام المهدى غيرى ، فلما استخلف موسى وقدم بغداد كان قاضيه أبو يوسف فى جميع بغداد وعمر بن حبيب فى الشرقية ولم يزل يوسف قاضياً حتى مات ، وكان أبا يوسف يسافر مع الرشيد ويوسف يقضى بمدينة السلام . والرشيد ولى أبا يوسف قضاء القضاة .

النبيذ الجهورى — وأخبرنا أبو بكر الحسن بن محمد بن أبى معشر قال : حدثنى أبى قال لما أدخل أبو يوسف النبيذ الذى يقال له الجهورى ـ وهو الذى يطبخ حتى يذهب بثلثاه ثم يصب عليه الماء ثم يطبخ ثم ينزل ـ قال أبى فكأن الناس قد أنكروا هذا على أبى يوسف وتكلموا فيه .

توبة زاهد من سب أبى يوسف — قال وكان رجل من الزهاد يأتى مجلس أبى معشر فربما ذكر هذا من قول أبى يوسف فعابه وتكلم فيه . فحضر يوما مجلس أبى معشر يوسف بن أبى يوسف وتكلم . قال الشيخ قبل أن يجلس أبو معشر للحديث، ثم جلس أبو معشر فأعاد الشيخ ذكر أبى يوسف قال يوسف. وكان أعور، وأقبل على الشيخ فقال ـ يا هذا أتعرفنى ؟ قال : لا ، فقال فأنا ابن الشيخ الذى عبت منذ اليوم ونقصت فغفر الله لنا ولك ، فقال له الشيخ : لقد كنت أرى أن قولى هذا ديانة والله لا ذكرت أباك بعد يومى هذا بسوء أبداً، فأقبل على أبى معشر فقال لى يا بنى هذا الأعور سيد .

شهادة ليوسف — أخبرنى إبراهيم بن عثمان قال : حدثنى عبد الله بن عبد الكريم أبو

— ٢٥٧ —

عبد الله الحوارى قال : كان يوسف بن أبى يوسف عفيفا مأمونا صدوقا قرأ عليه أبو يوسف أكثر كتبه ، وكان أعلم بتدبير القضاء وأضبط له من أبى يوسف، ولم يكن له اقتناع فى النظر ولا الحفظ .قال القاضى: وقد حمل عن أبى يوسف الحديث .

حدثنى عبد الله بن أحمد بن حنبل وغيره ، عن أحمد بن منيع عن يوسف بن أبى يوسف عن الوليد بن عيسى عن أبى بردة عن أبى موسى قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « يدفع يوم القيامة رجل من اليهود أو النصارى إلى المسلم فيقال هذا فداؤك من النار » .

حدثنى عبد الله بن أحمد بن حنبل وغيره عن أحمد بن منيع عن يوسف بن أبى يوسف قال : حدثنا أبو بشر بن أبى إسحق عن ابن أبى بردة عن أبيه عن أبى موسى عن النبى عليه السلام مثله .

شعر فى يوسف — وزعم الطوسى أن أبا يعقوب الخريمى سمع يوم مات أبو يوسف رجلا يقول : اليوم مات الفقه ، فقال:

يا ناعى الفقه إلى أهله ۞ أن مات يعقوب وما تدرى
لم يمت الفقه ولكنه ۞ حول من صدر إلى صدر
ألقاه يعقوب إلى يوسف ۞ فزال من طيب إلى طهر
فهو مقيم فإذا ما نوى ۞ حل وحل الفقه فى قبر

أبو يوسف والمريسى — حدثنا محمد بن إشكاب قال : سمعت أبى يقول سمعت أبا يوسف وذكر بشر المريسى فقال: جيئونى بشاهدين يشهدان أنه تكلم فى القرآن والله لأملأن ظهره وبطنه بالسياط .

أول من قال إن القرآن غير مخلوق — وحدثنا إسحق بن إبراهيم بن عبد الرحمن أبو يعقوب لؤلؤ قال : أخبرنى إسحق بن عبد الرحمن عن الحسن بن أبى مالك عن أبى يوسف

(١٧)

معلوم ہوا کہ اما م یوسف بن ابی یوسف ؒ صدوق مامون ہیں۔[12]

---

[12] اخبار القضاۃ کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ ابراہیم ابن ابی عثمان اور عبداللہ بن عبد الکریم دونوں بہ لحاظ جرح وتعدیل نا معلوم ہیں۔لہذا یہ توثیق مردود ہے۔ **(مقالات ج:۱ص:۵۴۶)**

الجواب :

ابراہیم بن ابی عثمان ؒ سے مراد ابو اسحق ابراہیم بن ابی عثمان سعید البغدادی ؒ **(م۲۵۳ھ)** صحیح مسلم کے راوی ہیں اور ثقہ ،حافظ ہیں۔**(تقریب رقم :۱۷۹)**

البتہ ابوعبداللہ عبداللہ بن عبدالکریم الحواری ؒ کی توثیق نہیں مل سکی۔لیکن ان کی توثیق نہ ملنے کی وجہ سے زبیر علی زئی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ''ابو عبداللہ الحواری کی طرف سے قاضی یوسف بن ابی یوسف ؒ کی یہ توثیق مردود ہے ''۔خود علماء اہل حدیث کے اصول سے صحیح نہیں ہے۔

۲) حافظ خلیفہ بن خیاطؒ (م ۲۴۰؁ھ) [جو ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں، **ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل** ص:۱۸۸] نے قاضی یوسف بن ابی یوسفؒ کو بغداد کے محدثین میں شمار کیا ہے۔ **(الطبقات للحافظ خلیفہ ص:۶۱۴)**

اسکین:

كتاب الطبقات

للإمام المحدث أبي عمرو خليفة بن خياط شباب العصفري

توفي سنة ٢٤٠هـ

رواية

أبي عمران موسى بن زكريا التستري

حققه وقدم له

اكرم ضياء العمري

ساعدت جامعة بغداد على نشره

وإسحق بن يوسف الأزرق ، يكنى أبا محمد ، مات سنة خمس وتسعين ومائة •

وأبو سفيان الحميري الحذاء ، مات سنة إثنتين ومائتين •

والفضل بن عنبسة الخزاز ، يكنى أبا الحسن ، « مات سنة إحدى ومائتين »(١٣٣) •

الطبقة الرابعة

صلة بن سليمان ، مولى بني سعد بن زيد مناة بن تميم •

وبشر بن مبشر •

وعاصم بن علي •

وعمرو بن عون •

وسعيد بن سليمان •

ومن نزل بغداد وتأهل بها من المحدثين

هشام بن عروة ، مات ببغداد سنة ست وأربعين ومائة •

وأبو حنيفة النعمان بن ثابت ، مات بها سنة خمسين ومائة •

ومحمد بن إسحق صاحب السيرة ، مات سنة ثلاث وخمسين ومائة •

وشيبان بن عبدالرحمن أبو معاوية النحوي ، مولى بني تميم ، مات بها سنة أربع وستين ومائة •

واسماعيل بن جعفر بن أبي كثير ، أنصاري ، يكنى أبا ابراهيم •

وبعد هؤلاء :

إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبدالرحمن بن عوف ، يكنى أبا إسحق ، مات بها سنة ثلاث وثمانين ومائة •

وعبدالرحمن بن أبي الزناد ، يكنى أبا محمد ، مات بها سنة أربع وسبعين ومائة •

(١٣٣) العسقلاني : تهذيب جـ ٨ ص ٢٨٢ •

– ٣٢٧ –

وابنه محمد بن عبدالرحمن ، يكنى أبا عبدالله ، مات بها بعد أبيه نحواً من عشرين يوماً •

وأبو يوسف القاضي يعقوب بن ابراهيم ، مات سنة إثنتين وثمانين ومائة •

وعباد بن العوام ، يكنى أبا سهل ، مات سنة خمس وثمانين ومائة •

٩٣أ وإسماعيل بن علية ، أبوه إبراهيم مولى بني أسد بن خزيمة ، يكنى أبا بشر مات بها سنة ثلاث وتسعين ومائة •

ومحمد بن الحسن القاضي ، يكنى أبا عبدالله ، مولى بني شيبان ، مات بالري سنة تسع وثمانين ومائة •

والحسن(١٣٤) بن الحسين بن عطية بن سعد العوفي ، يكنى أبا عبدالله ، مات سنة إحدى وثمانين ومائة •

وعبيدة بن حميد الحذاء ، يكنى أبا عبدالرحمن •

والمسيب بن شريك من بني شقرة ثم من بني تميم •

ويوسف بن أبي يوسف القاضي ، مات بها سنة إثنتين وتسعين ومائة •

ومن بعد هؤلاء :

عبدالوهاب بن عطاء الخفاف ، يكنى أبا نصر ، مولى بني عجل ، « مات بعد المائتين »(١٣٥) •

وكثير بن هشام ، يكنى أبا سهل ، مات بفم الصلح سنة سبع ومائتين •

وأبو البختري القاضي ، إسمه وهب بن وهب بن كثير بن عبدالله بن زمعة بن الأسود بن عبد العزى بن قصي ، مات سنة مائتين •

وهاشم بن القاسم أبو النضر ، يلقب قيصر ، مات سنة سبع ومائتين •

ومحمد بن عمر بن واقد ، يكنى أبا عبدالله ، مات سنة سبع ومائتين •

وشاذان اسمه الأسود بن عامر ، مات سنة ثمان ومائتين •

(١٣٤) في ابن سعد جـ ٧ ص ٣٣١ « الحسين بن الحسن » وفي البخاري : تاريخ قسم ٢ جـ ١ ص ٣٨٢ « حسين بن حسن أبو عبدالله هو الاشقر » •

(١٣٥) العسقلاني : تهذيب جـ ٦ ص ٤٥٢ •

– ٣٢٨ –

کیونکہ اہل حدیث مسلک کے محدث ارشاد الحق اثری صاحب ایک مجہول راوی **"ابو سعید الرواس"** کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ علامہ ذہبیؒ، حافظ ابن حجر اور علامہ عجمی کے حوالے سے ابو سعید الرواس پر اعتماد بھی اس کا مؤید ہے کہ وہ ناقابل اعتماد نہیں، بلکہ (ارشاد الحق اثری صاحب احتجاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ) شیخ ابو غدہؒ تو کہتے ہیں کہ ایسے حاملین علم کے بارے میں تعدیل وتوثیق تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، ان پر جرح نہ ہونا ہی کافی ہے۔ **(ہفت روضہ اعتصام ص:۲۰، ۲۸ اکتوبر-۳ نومبر :۲۰۱۱، ۲۹ ذی قعدہ :۱۴۳۲ھ)**

نوٹ :

یاد رہے کہ ابو عبداللہ الحواریؒ بھی حاملین علم میں سے ہیں، جیسا کہ ان کے متعدد اقوال سے معلوم ہوتا ہے، جس کو ثقہ امام، حافظ، محدث، قاضی وکیعؒ (م ۳۰۶ھ) نے کئی جگہ ذکر فرما کر اس پر اعتماد کیا ہے۔ **(اخبار القضاۃ ج:۲ص:۱۷۱، ۲۶۷، ج:۳ص:۲۶۷، ۲۸۹، ۲۹۰، ۳۰۴)**

خود غیر مقلدین کے اصول سے معلوم ہوا، ابو عبد اللہ الحواریؒ جیسے حاملین علم کی توثیق تلاش کرے کی ضرورت نہیں ہے ان پر جرح نہ ہونا ہی کافی ہے۔

لہذا زبیر صاحب کا اعتراض مردود ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قاضی یوسف بن ابی یوسفؒ (م ۱۹۸ھ) صدوق ، محدث اور مامون ہیں۔لہذا زبیر علی زئی صاحب کا انہیں مجہول کہنا مردود ہے۔

اسی طرح کتاب "کتاب الآثار" کو امام ابو یوسفؒ سے امام عمرو بن ابی عمروؒ (م ۲۳۸ھ) نے بھی روایت کیا ہے ،ان کو روایت کردہ نسخہ **"کتاب الآثار"** کو امام ابو المؤید الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) نے نسخہ ء ابی یوسف کے نام سے نقل کیاہے اوراس نسخے تک اپنی سند بھی ذکر کی ہے۔**(جامع المسانید ج:۱ص:۷۵)**[13]

---

[13] امام خوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ :

أماالمسندالحادی عشر الذی یرویہ أبو یوسف یعقوب بن ابراهیم القاضی عن ابی حنیفة رحمه الله ویسمی نسخة ابی یوسف (فقد أخبرنی) به المشائخ الصدر الکبیر العلامة أستاذ دار الخلافة والامامة أبو محمد یوسف بن أبی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی والشیخ أبو محمد ابراهیم بن محمود بن سالم (و) الشیخ أبو عبدالله محمد بن علی بن بقا و آخرون اذنا (قالوا أخبرنا) المشائخ الثلاثة أبو الفرج عبد الرحمن علی بن الجوزی (و) أبو القاسم ذاکر بن کامل (و) أبو القاسم یحیی بن اسد بن نوش اذناً (قالوا أخبرنا) القاضی أبو بکر محمد ابن عبد الباقی بن محمد بن عبدالله الانصاری اجازة (قال أخبرنا) أبو محمد الحسن الجوهری قال (أخبرنا) أبو بکر محمد الابهری (قال حدثنا) أبو عروبة الحسین بن محمد بن مودود الحرانی (قال حدثنا) جدی عمرو بن ابی عمرو قال (حدثنا) أبو یوسف یعقوب بن ابراهیم القاضی رحمه الله تعالی---(جامع المسانید ج:۱ص:۷۵) اسکین ملاحظہ فرمائے

لو كان العلم بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس

الجزء الاول

من

جامع مسانيد الامام الاعظم

والهمام الافخم الاعلم ابي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

رضي الله عنه وشرف واكرم

تاليف

العلامة الفهامة الشيخ الامام الفقيه قاضي القضاة ابي المؤيد

محمد بن محمود بن محمد الخوارزمي المتوفى سنة خمس

وستين وست مائة رحمه الله تعالى

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن حماها الله

عن الشر والفتن

سنة (۱۳۳۲)ھ

جامع مسانيد الامام الاعظم (۱) ج ۷۵ الباب الثاني

واما المسند الحادى عشر الذي رويه ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي عن ابي حنيفة رحمه الله ويسمى نسخة ابي يوسف (فقد اخبرني) به المشائخ الصدر الكبير العلامة استاذ دار الخلافة والامامة ابو محمد يوسف بن ابي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي والشيخ ابو محمد ابراهيم بن محمود بن سالم (و) الشيخ ابو عبدالله محمد بن علي بن بقا وآخرون اذنا (قالوا اخبرنا) المشائخ الثلاثة ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزى (و) ابو القاسم ذاكر بن كامل (و) ابو القاسم يحيى بن اسد بن نوش اذنا (قالوا اخبرنا) القاضي ابو بكر محمد ابن عبد الباقي بن محمد بن عبدالله الانصاري اجازة (قال اخبرنا) ابو محمد الحسن الجوهرى قال (اخبرنا) ابو بكر محمد الابهرى (قال حدثنا) ابو عروبة الحسين ابن محمد بن مودود الحراني (قال حدثنا) جدى عمرو بن ابي عمرو قال (حدثنا) ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي رحمه الله تعالى *

واما المسند الثاني عشر الذي رويه محمد بن الحسن الشيباني عن ابي حنيفة ويسمى نسخة محمد عن ابي حنيفة (فاخبرنا به) هؤلاء المشائخ الثلاثة اذنا باسنادهم الى ابي محمد الجوهرى (عن) ابي بكر الابهرى (عن) ابي عروبة الحراني (عن) جده (عن) محمد بن الحسن رحمه الله تعالى *

واما المسند الثالث عشر الذي رويه حماد بن ابي حنيفة عن ابيه ابي حنيفة رضي الله عنهما (فقد اخبرني) به المشائخ تقي الدين يوسف بن احمد بن ابي الحسن الاسكاف عدة السلام (و) موفق الدين ابو عبدالله محمد بن هارون بن محمد الثعلبي (و) جمال الدين ابو الفتح نصر الله بن محمد بن الياس الانصارى (و) اخوه نجم الدين ابو غالب المظفر بن محمد بن الياس وغيرهم اذنا وكتابة بدمشق حرسها الله تعالى كلهم عن ابي طاهر بن بركات بن ابراهيم بن طاهر بن

اس سند کے روات کی تحقیق درج ذیل ہے :

۱)　امام خطیب ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) صدوق ہیں۔

امام ذہبیؒ (۷۴۸ھ) اور امام عبدالقادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) آپؒ کو امام، خطیب کہتے ہیں۔حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۶ھ) نے بھی آپ کو امام کہا ہے۔علامہ مصطفی حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) آپ کو تعارف یوں کراتے ہیں کہ :

الشیخ الامام ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد بن الحسن الخوارزمی الحنفی الخطیب۔

علامہ خیر الدین زرکلیؒ آپؒ کو فقیہ کہتے ہیں۔**(تاریخ الاسلام ج:۱۴ص:۷۹۰، جواہر المضیہ ج:۲ص:۱۳۲، تاج التراجم ص:۲۷۸، سلم الوصول ج:۳ص:۳۶۱، الاعلام للزرکلی ج:۷ص:۸۷)**

اعتراض :

زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ خوارزمیؒ کی ثقاہت وعدالت نہ معلوم ہے۔**(نور العینین ص:۴۲)**

الجواب :

زبیر علی زئی صاحب ایک راوی عباس بن یوسفؒ (م ۳۱۴ھ) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ :عباس بن یوسفؒ (م ۳۱۴ھ) کے متعلق خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا : وہ نیک اور دیندار تھے۔ان سے ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر کوئی جرح نہ ہو،تو اس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ہے۔بلکہ علم ،فقاہت ،نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے۔**(اضواء المصابیح ص:۲۵۱)**

لیجئے !خود زبیر علی زئی مانتے ہیں کہ اگر تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر کوئی جرح نہ ہو تو اس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ،بلکہ علم ،فقاہت ،نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن درجے کی ہوتی ہے۔

اور امام ابو المؤیدؒ کے بارے میں امام عبدالقادر القرشیؒ،حافظ ذہبیؒ،حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ وغیرہ کے اقوال گزر چکے ، جن سے امام خوارزمیؒ کا علمی مقام ،شہرت اور فقاہت ظاہر ہے۔

لہذا زبیر علی زئی صاحب کا اعتراض خود ان کے اصول سے مردود ہے اور امام خوارزمیؒ حسن الحدیث ہیں۔

(۲)　امام یوسف بن عبدالرحمن بن الجوزیؒ (م ۶۵۶ھ) مشہور ثقہ ،حافظ الحدیث اور امام ہیں۔امام خوارزمیؒ خود اپنے استاذ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

المشائخ الصدر الکبیر العلامۃ أستاذ دار الخلافۃ والامامۃ۔ (**جامع المسانید ج:۱ ص:۷۵**)

امام ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) کہتے ہیں کہ:

کان اماما کبیرا وصدرا معظما ،عارفا بالمذہب ،کثیر المحفوظ ،حسن المشارکۃ فی العلوم ،ملیح الوعظ ،حلو العبارۃ ،ذا سمت ووقار وجلالۃ وحرمۃ وافرۃ۔

وہ بڑے امام ،بڑے وزیر ،مذہب کی معرفت رکھنے والے ،خوب حافظے والے ،علوم میں اچھی دسترس رکھنے والے ،شیریں بیان ،شہرت ،وقار ،بزرگی اور نہایت قابل محترم شخصیت کے حامل تھے۔(**تاریخ الاسلام ج:۱۴ص:۸۵۴**)،حافظ صلاح الدین الصفادیؒ (م۷۶۴ھ) نے بھی آپ کے بارے میں تقریباً یہی الفاظ کہے ہیں۔(**الوافی بالوفیات ج:۲۹ص:۱۰۴**) **سیر اعلام النبلاء ج:۲۳ص: ۳۷۳** پر امام ذہبیؒ نے آپ کی مزید تعریف کی ہے ،امام ابن الدبیثیؒ (م۶۳۷ھ) آپ کو فاضل اور امام احمدؒ کے مذہب اور وعظ کی معرفت والا قرار دیا ہے ،اور حافظ ابو محمد الدمیاطیؒ (م۷۰۵ھ) نے بھی آپ کی تعریف کی ہے۔اور حافظ ابو بکر ابن نقطۃؒ (م۶۲۹ھ) فقیہ، حسن الوعظ کہتے ہیں۔(**المختاج الیہ من تاریخ ابن المختصر الدبیثی للذہبی ،ص:۳۸۲،رقم ۱۴۲۹**) ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ) بھی آپ کو "الفقیہ الاصولی، الوعظ الصاحب الشہیر" قرار دیتے ہیں۔(**ذیل طبقات الحنابلہ ج:۴ص:۲۱**)،ابن مفلحؒ (م۸۸۴ھ) المقصد الارشد فی ذکر اصحاب الامام احمد میں فرماتے ہیں کہ "الفقیہ الاصولی الواعظ الشہیر" (ج:۳ص:۱۳۸)۔امام ابن المبرادؒ (م۹۰۹ھ) "الحافظ بن الحافظ" کہتے ہیں۔(**تذکرۃ الحفاظ وتبصرۃ الایقاظ ص:۲۷۶**)،نواب صدیق حسن خانصاحبؒ نے بھی آپ کی تعریف کی ہے۔(**التاج المکلل ص:۲۳۵**) معلوم ہوا کہ آپ کو ثقہ ،امام ،حافظ الحدیث ہیں۔ح

حافظ یوسف بن الجوزیؒ (۶۵۶ھ) کے متابع امام خوارزمیؒ دو اور علماء کے نام ذکر فرمائے ہیں۔

۱) امام ،محدث ،فقیہ ابو محمد ابراہیم بن محمد بن سالمؒ (م۶۴۸ھ) ہیں ،جن کو امام ذہبیؒ نے " **الشیخ الامام، المقرئ ،الفقیہ ،المحدث ،مسند بغداد اوروکان صالحا دینا فاضلا دائم البشر**" قرار دیا ہے۔(**تاریخ الاسلام ج:۱۴ص:۵۹۲،سیر اعلام النبلاء ج:۲۳ص:۲۳۵**)،امام ابن الدبیثیؒ (م۶۳۷ھ) کہتے ہیں کہ ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔(**المختاج الیہ من تاریخ ابن المختصر الدبیثی للذہبی ،ص:۱۳۳،رقم ۴۷۱**) ابوطیب المکی الفاسیؒ (م۸۳۲ھ) نے کہا کہ "کان صالحا دینا فاضلا دائم البشر عالی الروایۃ"۔(**ذیل التقیید فی رواۃ السنن والاسانید ج:۱ ص؛۴۵۴**) اور بھی کئی علماء نے آپ کی توثیق و تعریف کی ہے۔

معلوم ہوا کہ آپؒ بھی ثقہ محدث ہیں۔

۱۱) ابو عبداللہ محمد بن علی بن بقاءؒ (م۶۵۲ھ) ہیں ،جنکا ترجمہ **تاریخ الاسلام ج:۱۴ص:۷۳۳** پر موجود ہے ،اور آپؒ کو امام خوارزمیؒ نے شیخ کہا ہے۔(**جامع المسانید ج:۱ص:۷۵**) اور شیخ کہنا غیر مقلدین کے راوی کی توثیق کرنا ہے۔(**دوماہی الاجماع مجلہ شمارہ نمبر:۲ص:۱۱۰**) لہذا آپؒ بھی اس جگہ معتبر ہیں۔

(۳) امام ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) بھی ثقہ ،مشہور امام حافظ الحدیث ،مفسر ،محدث اور مؤرخ تھے۔ **(تاریخ الاسلام ج:۱۲ص:۱۱۰۰،کتاب الثقات للقاسم ج:۶ص:۲۸۴ھ)**،ابن الجوزیؒ کے متابع میں بھی امام خوارزمیؒ دو اور علماء کے نام ذکر فرمائے ہیں:

ا) امام ابوالقاسم ذاکر بن کاملؒ (م ۵۹۱ھ) ہیں ،جوکہ ثقہ راوی ہیں۔**(تاریخ الاسلام ج:۱۲ ص: ۹۵۸،کتاب الثقات للقاسم ج:۴ص:۲۰۸)**

اا) ابو القاسم یحیی بن اسدؒ ہیں ،لیکن ان کی توثیق نہیں مل سکی۔چونکہ ان کے متابع میں دو دو ثقہ راوی موجود ہیں،لہذا وہ یہاں پر مقبول ہیں۔

(۴) امام قاضی ابو بکر محمد بن عبدالباقیؒ الانصاریؒ (م ۵۳۵ھ) ثقہ ،مضبوط شیخ ہیں۔**(تاریخ الاسلام ج:۱۱ص:۶۳۹،المنتظم لابن الجوزی ج:۱۸ص:۱۴،احادیث الشیوخ الثقات ج:۱ص:۱۹۱،** تحقیق شیخ شریف حاتم بن عارف)

(۵) محدث ابو محمد حسن بن علی الجوہریؒ (م ۴۵۴ھ) بھی ثقہ ،امام ہیں۔**(تاریخ بغداد ج:۷ص: ۴۰۴،سیر اعلام النبلاء ج:۱۸ص:۴۱۷)**

(۶) امام ابو بکر محمد بن عبداللہ الابہریؒ (م ۳۷۵ھ) کو بھی کئی علماء نے ثقہ کہا ہے۔**(تاریخ الاسلام ج:۸ص:۴۱۹،کتاب الثقات للقاسم ج:۸ص:۳۸۲،الدلیل المغنی لشیوخ الامام ابی الحسن الدارقطنی ص:۴۱۷)**

(۷) حافظ ابو عروبہ حسین بن محمد مودود الحرانیؒ (م ۳۱۵ھ) کو حافظ ذہبیؒ نے ثقہ حافظ ،امام ،شریف ،صادق قرار دیا ہے۔مزید توثیق کے لئے دیکھیں **(تاریخ الاسلام ج:۷ص:۳۳۹،سیر اعلام النبلاء ج:۱۴ ص:۵۱۰،کتاب الثقات للقاسم ج:۳ص:۴۴۰)**

(۸) عمرو بن ابی عمروؒ بھی ثقہ ہیں۔

اعتراض :

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں ابوعروبہ کی طرف منسوب دادا عمرو بن ابی عمرو نامعلوم ہیں اور باقی سند میں بھی نظر ہے۔ **(مقالات زبیر علی زئی ج:۱ص:۵۴۶)**

الجواب :

عمرو بن ابی عمرو جن کا پورا نام عمرو بن سعید بن زادانؒ ہے۔**(کتاب المعجم لابن المقری ص:۳۸۰)** ان کی حدیث کو امام ابو نعیمؒ **(م ۴۳۰ھ)** نے صحیح اور امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے عالیاً جداً بہت زیادہ اعلی کہا ہے۔**(مسند امام ابو حنیفہ بروایت ابو نعیم ص:۲۵۶،اثارۃ الفوائد للعلائی ج:۱ص:۳۸۶)**اور کسی حدیث کی تصحیح و تحسین ،غیر مقلدین کے نزدیک اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔**(دیکھئے،ص:۲)**

حافظ ذہبیؒ نے بھی اپنی معجم میں امام ابویوسفؒ کے نسخے "کتاب الآثار "(جس کو آپؒ سے عمرو بن ابی عمروؒ نے روایت کیا ہے ان)سے ایک حدیث اپنی سند سے نقل کی ہے ۔**(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج:۱ص:۴۰۰)**[14] جو کہ موجودہ **کتاب الآثار بروایت ابو یوسف حدیث نمبر:۱۸** پر موجود ہے۔

لہذا خود زبیر علی زئی صاحب کے اصول سے عمرو بن ابی عمروؒ،امام ابو نعیمؒ اور امام ذہبیؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔تو ان پر زبیر علی زئی کا اعتراض باطل ومردود ہے۔نیزان کو قول "باقی سند میں بھی نظر "کی حقیقت بھی آپ حضرات ملاحظہ فرماچکے ہیں۔

(۹) امام ابو یوسفؒ(**م ۱۸۲ھ**) مشہور حافظ الحدیث اور ثقہ فقیہ و مجتہد ہیں۔**(تلامذہ امام ابو حنیفہؒ کا محدثانہ مقام ص:۱۴۱)**

اس تحقیق سے معلوم ہو اکہ امام ابو یوسفؒ سے ان کی کتاب حسن سند کے ساتھ ثابت ہے۔واللہ اعلم

[14] امام ذہبیؒ(**م ۷۴۸ھ**) فرماتے ہیں کہ :

اخبرنا عبدالعزیز بن محمد الفقیه ،انا ابن خلیل ،انا عبدالخالق بن الصابونی ،وعبدالرحمن بن نصر الله ۔قالا :انا قراتکین بن اسعد ،انا الحسن بن علی ،انا محمد بن عبدالله القاضی الابهری ،نا أبوعروبة بحران نا جدی لامی عمرو بن ابی عمرو ،نا ابویوسف القاضی ،نا ابوحنیفة عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس انه قال :لا وضوء فی القبلة ۔(معجم الشیوخ الکبیر للذهبی ج: ۱ ص: ۴۰۰، مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه ص: ۷۵) مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه کا اسکین ملاحظہ فرمائے

مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه أبي يوسف ومحمد بن الحسن

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

ولد سنة ٦٧٣ وتوفي سنة ٧٤٨ رحمه الله تعالى

عني بتحقيقه والتعليق عليه

محمد زاهد الكوثري
وكيل
مشيخة الإسلام باستانبول سابقاً

أبو الوفاء الأفغاني
رئيس الجمعية العلمية
من لجنة إحياء المعارف النعمانية

عنيت بنشره
لجنة إحياء المعارف النعمانية
بحيدر آباد الدكن بالهند

٧٥

عن علقمة بن مَرْثَد، عن سليمان بن بُرَيْدة، عن أبيه: أنَّ قومَ ماعزٍ سألوا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم واستأذنوه في دفنِهِ والصلاةِ عليه فأذن لهم.

أخبرنا عبدالعزيز بن محمد بن هبة الله العقيلي الحنفي، أنا يوسف بن خليل، أنا عبدالخالق بن الصابوني، وعبدُالرحمن بن نصرالله البَيِّع، قالا: أنا قَراتكِينُ بنُ أسعد، أنا أبو محمد الجوهرِي، أنا القاضي أبو بكر الأَبْهَرِي، ثنا أبو عَرُوبة الحَرَّاني، ثنا جَدِّي عَمْرُو بن أبي عَمْرو، ثنا أبو يوسف يعقوبُ بن إبراهيم، ثنا عُبَيْدُالله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، قال: لَوْ مَا وَجدتُ إلا مُدّاً لاغتَسَلْتُ.

وبالإسناد، ثنا أبو يوسف، ثنا أبو حنيفة، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس، أنه قال: لا وُضوءَ في القُبْلَة.

أخبرنا أبو الغنائم بن عَلَّان، والمؤمَّلُ بن محمد، ويوسف بن يعقوب كتابةً قالوا: أنا زيدُ بن الحسن المُقرىء، أنبأ عبدالرحمن بن رُزَيْق الشيباني، أنا أحمد بن علي الحافظ، أنا أبو عُمَر بن مَهْدِي، ثنا محمد بن مخلد، ثنا عَبْدُوسُ بن بِشْر الرازي، ثنا أبو يوسف القاضي، ثنا أبو حنيفة، عن نافع عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من أتى الجمعةَ فليَغْتَسِل».

أخبرنا إسماعيل بن عبدالرحمن، أنا أبو القاسم بن صَصْرَى، أنا علي بن سُرور الخَشَّاب، أنا الحسن بن أحمد بن محمد بن أبي الحديد سنةَ ثمانين وأربع مئة، أنا المسدَّدُ بن علي الأُمْلُوكي، ثنا إسماعيل بن القاسم الحَلَبِيُّ بحمص سنة سبعين وثلاث مئة، ثنا يحيى بن علي بن هاشم الكِنْدي، ثنا جَدِّي لأمي وهو محمدُ بنُ إبراهيم بن أبي سُكَيْنَة

روات کی تحقیق یہ ہے :

۱) امام ذہبیؒ کے تعارف کی ضرورت نہیں ،وہ مشہور، ثقہ ،حافظ الحدیث اور ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں۔

۲) فقیہ ابو عمر عبدالعزیز بن محمد العقیلیؒ(م **۷۱۱ھ**) بھی ثقہ ہیں۔حافظؒ ان کو"**العلامہ الفقیہ صدر معظم کثیر الاشتغال بالعلم**" کہتے ہیں ۔(**معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج:۱ص:۴۰۰**)

۳) ابن خلیلؒ سے مراد امام یوسف بن خلیل ابو الحجاج الدمشقیؒ(**۶۴۸ھ**)جو کہ ثقہ ہیں صدوق ہیں۔(**تاریخ الاسلام ج:۱۴ص:۶۱۰،سیر اعلام النبلاء ج:۲۳ص:۱۵۱**)

۴) امام عبدالخالق بن عبدالوہاب الصابونیؒ(م **۵۹۲ھ**) بھی ثقہ ہیں۔(**سیر اعلام النبلاء ج:۲۱ص:۲۷۴،کتاب الثقات للقاسم ج:۶ص:۲۱۱**)اسی طرح ان کے متابع میں موجود شیخ ابوالقاسم عبدالرحمن بن نصر اللہؒ(م **۵۹۲ھ**) بھی مقبول ہیں۔ (التکملہ لوفیات النقلۃ ج: ۱ ص: ۲۳۹)

۵) قراتکین بن الاسعد (م **۵۲۴ھ**) بھی ثقہ ہیں۔

امام ابوالقاسم بن عساکرؒ(**م ۵۷۱ھ**)اور امام عبدالرحمن بن عساکرؒ(**م ۶۲۰ھ**)نے بھی آپ کی روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔(**ذم من لایعمل بعملہ ج: ۱ ص: ۳۱،کتاب الاربعین فی مناقب امہات المؤمنین رحمۃ اللہ علیہن اجمعین ص:۸۲،۸۳**) اور حافظ النعال البغدادیؒ(م **۶۵۹ھ**)نے بھی آپ کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔(**مشیخۃ النعال البغدادی ص: ۱۲۹**)اور کسی حدیث کی تصحیح وتحسین غیر مقلدین کے نزدیک اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔(**دیکھئے،ص:۲**)

لہذا قراتکین بن الاسعد (م **۵۲۴ھ**) بھی ثقہ ہیں۔

۶) محدث ابو محمد حسن بن علی الجوہریؒ(م **۴۵۴ھ**)

۷) امام ابو بکر محمد بن عبداللہ الابھریؒ(م **۳۷۵ھ**)

۸) حافظ ابو عروبہ حسین بن محمد مودود الحرانیؒ(م **۳۱۵ھ**)

۹) عمرو بن ابی عمروؒ

۱۰) امام ابو یوسفؒ(م **۱۸۲ھ**) وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔لہذا یہ سند صحیح ہے۔

نیز"**لا وضوء فی القبلۃ**"والی یہ روایت **کتاب الآثار للقاضی ابو یوسف ص:۵** پر بھی موجود ہے۔

اسکین: کتاب الآثار للقاضی ابو یوسف

ایک اعتراض اور اس کا جواب :

زبیر علی زئی صاحب ایک بار پھر احناف سے تعصب اور حسد کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کتاب الآثار للقاضی ابویوسف کی عمروبن ابی عمروؒ والی سند کو امام خوارزمیؒ نے اپنی طرف گھڑ لی ہے۔(نعوذ باللہ)۔**(مقالات زبیر علی زئی ج:۱ص:۵۴۶)**

مختصر عرض یہ ہے کہ بقول غیر مقلدین اگر امام خوارزمیؒ نے عمر وبن ابی عمرو والی سند کو اپنی طرف گھڑ لیا ہے تو فرقہ اہل حدیث کے لوگوں سے گزارش ہے کہ یہی فتوی امام ذہبیؒ پر بھی لگایئے کیونکہ انہوں نے بھی کتاب الآثار للقاضی ابویوسف کو عمرو بن ابی عمرو کی سند سے روایت کیا ہے۔دیکھئے **(ص: ۳۳)**

كتاب الآثار

للإمام الجليل النبيل قاضى القضاة

أبى يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصارى

المتوفى سنة ١٨٢ من الهجرة

روى كتاب « الآثار » أبو محمد يوسف بن يعقوب عن أبيه أبى يوسف . وهو مسند الامام الأعظم أبى حنيفة النعمان الكوفى رضى الله عنهم ، جمعه صاحبه أبو يوسف ، وأضاف إليه مروياته فى مواضع منه ؛ ويسمى : مسند أبى يوسف أيضا

عنى بتصحيحه والتعليق عليه

أبو الوفا

المدرس بالمدرسة النظامية

عنيت بنشره لجنة إحياء المعارف النعمانية

بحيدرآباد الدكن بالهند

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

— ٥ —

أنهما قالا فى الأذنين : اغسل مقدمهما مع وجهك ، وامسح مؤخرهما مع رأسك

١٣ — يوسف عن أبيه عن أبى حنيفة عن حماد : عن إبراهيم أنه قال: لا بأس بالمسح بالمنديل بعد الوضوء وقال حماد : لجاء إبراهيم بقياس قال لى: أرأيت لو كنت فى ليلة باردة فاغتسلت أكنت تقوم حتى تجف ؟

١٤ — يوسف عن أبيه عن أبى حنيفة عن إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه عن مسروق[1] أنه كان مسح بخرقة بعد الوضوء

١٥ — يوسف عن أبيه عن أبى حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: إذا ذبح الرجل الشاة وهو متوضئ فأصابه الدم فليغسل ما أصابه

١٦ — عن أبيه عن أبى حنيفة عمن حدثه عن الحسن البصرى أنه قال: لا وضوء فى القبلة

١٧ — يوسف عن أبيه عن أبى حنيفة عن عطاء بن أبى رباح[2] عن ابن عمر رضى الله عنهما أنه قال : ليس فى القبلة وضوء

١٨ — عن أبيه عن أبى حنيفة [3] (عن عطاء بن أبى رباح عن ابن عباس رضى الله عنهما) مثله

(١) هو مسروق بن الأجدع بن مالك الهمدانى الوادعى الكوفى أبو عائشة العابد الفقيه من كبار أصحاب عبد الله بن مسعود الذين يقرئون ويفتون ، روى عن أبى بكر وعمر وعثمان وعلى ومعاذ وخباب وابن مسعود وأبى والمغيرة وزيد بن ثابت وابن عمر وابن عمرو ومعقل بن سنان وعائشة وسبيعة الأسلمية وأم سلمة رضى الله عنهم وعبيد بن عمير وهو من أقرانه ، وعنه ابن أخيه محمد بن المنتشر بن الأجدع وأبو وائل وأبو الضحى والشعبى وإبراهيم وأبو إسحاق السبيعى وأبو الشعثاء المحاربى ومكحول وامرأته قمير وغيرهم . قال أبو السفر : ما ولدت همدانية مثل مسروق . وقال الشعبى : كان مسروق أعلم بالفتوى من شريح . وقال أبو إسحاق : حج مسروق فلم ينم إلا ساجدا . وروى عن امرأته قالت : كان يصلى حتى تورم قدماه . ومناقبه كثيرة . مات سنة اثنتين أو ثلاث وستين وله ثلاث وستون سنة رضى الله عنه وغفر لى بقربه منه — ١٢

(٢) عطاء بن أبى رباح القرشى مولاهم أبو محمد الجندى اليمانى نزيل مكة واحد الفقهاء والأئمة . روى عن عثمان وعتاب مرسلا ، وعن أسامة بن زيد وعائشة وأبى هريرة وأم سلمة وابن عباس وابن عمرو وعروة وأيوب وحبيب بن أبى ثابت وجعفر بن محمد وجرير بن حازم وابن جريج وأبو حنيفة وخلق . قال ابن سعد : كان ثقة عالما كثير الحديث ، انتهت إليه الفتوى بمكة . قال أبو حنيفة : ما لقيت أفضل من عطاء ، وقال ابن عباس : يا أهل مكة ، تجتمعون على وعندكم عطاء ؟ مات سنة أربع عشرة ومائة . روى له الستة

(٣) بين « أبى حنيفة » و « مثله » كان مطموساً فى الأصل

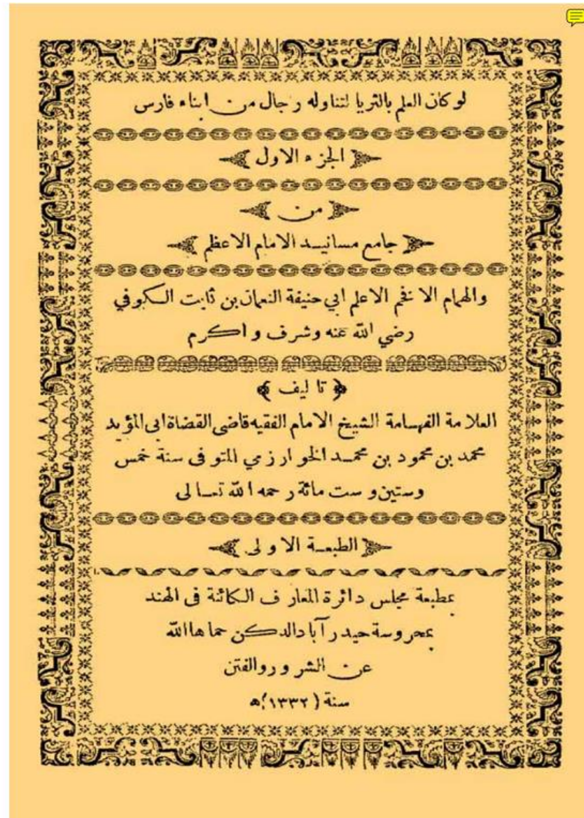
پس ثابت ہوا کہ کتاب الآثار امام ابویوسفؒ سے سنداً بھی ثابت ہے۔واللہ اعلم۔

ورنہ تسلیم کریں کہ امام خوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) ثقہ وصدوق ہیں۔[15]

[15] امام خوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) نے جس سند سے کتاب الآثار للقاضی یوسف کو روایت کیا ہے ، اسی سند سے کتاب الآثار للامام محمد کو روایت کیا ہے ،چنانچہ ،امام خوارزمیؒ کہتے ہیں کہ :

أماالمسندالثانی عشر الذی یرویہ محمدبن الحسن الشیبانی عن ابی حنیفۃ ویسمی نسخۃ محمدعن ابی حنیفۃ (فأخبر نابہ) ھؤلاء المشائخ الثلاثۃ اذنا باسنادھم الی ابی محمدالجوھری (عن) ابی بکر الابھری (عن) ابی عروبۃ الحرانی (عن) جدہ (عن) محمدبن الحسن رحمہ اللہ۔ (جامع المسانید ج: ۱ ص: ۷۵)

اسکین:



لو كان العلم بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس

الجزء الاول

من

جامع مسانيد الامام الاعظم

والهمام الافخم الاعلم ابي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

رضي الله عنه وشرف واكرم

تاليف

العلامة الفهامة الشيخ الامام الفقيه قاضي القضاة ابي المؤيد

محمد بن محمود بن محمد الخوارزمي المتوفى سنة خمس

وستين وست مائة رحمه الله تعالى

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر آباد الدكن حماها الله

عن الشرور والفتن

سنة (١٣٣٢)ه

﴿جامع مسانيد الامام الاعظم (١) ج﴾ ﴿٧٥﴾ ﴿الباب الثاني﴾

﴿واما المسند الحادي عشر﴾ الذي رويه ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي عن ابي حنيفة رحمه الله ويسمى نسخة ابي يوسف (فقد اخبرني) به المشائخ الصدر الكبير العلامة استاذ دار الخلافة والامامة ابو محمد يوسف بن ابي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي والشيخ ابو محمد ابراهيم بن محمود بن سالم (و) الشيخ ابو عبد الله محمد بن علي بن بقا وآخرون اذنا (قالوا اخبرنا) المشائخ الثلاثة ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي (و) ابو القاسم ذاكر بن كامل (و) ابو القاسم يحيى بن اسعد بن بوش اذنا (قالوا اخبرنا) القاضي ابو بكر محمد ابن عبد الباقي بن محمد بن عبد الله الانصاري اجازة (قال اخبرنا) ابو محمد الحسن الجوهري قال (اخبرنا) ابو بكر محمد الابهري (قال حدثنا) ابو عروبة الحسين ابن محمد بن مودود الحراني (قال حدثنا) جدي عمرو بن ابي عمرو قال (حدثنا) ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي رحمه الله تعالى *

﴿واما المسند الثاني عشر﴾ الذي رويه محمد بن الحسن الشيباني عن ابي حنيفة ويسمى نسخة محمد عن ابي حنيفة (فاخبرنا به) هؤلاء المشائخ الثلاثة اذنا باسنادهم الى ابي محمد الجوهري (عن) ابي بكر الابهري (عن) ابي عروبة الحراني (عن) جده (عن) محمد بن الحسن رحمه الله تعالى *

﴿واما المسند الثالث عشر﴾ الذي رويه حماد بن ابي حنيفة عن ابيه ابي حنيفة رضي الله عنهما (فقد اخبرني) به المشائخ تقي الدين يوسف بن احمد بن ابي الحسن الاسكاف بمدينة السلام (و) موفق الدين ابو عبد الله محمد بن هارون بن محمد الثعلبي (و) جمال الدين ابو الفتح نصر الله بن محمد بن الياس الانصاري (و) اخوه نجم الدين ابو غالب المظفر بن محمد بن الياس وغيرهم اذنا وكتابة بدمشق حرسها الله تعالى كلهم عن ابي طاهر بن بركات بن ابراهيم بن طاهر بن

اور تفصیل گزر چکی کہ کتاب الآثار للقاضی ابویوسف تک امام خوارزمیؒ کی سند بالکل صحیح ہے۔تو اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ کتاب الآثار للامام محمد کی سند بھی صحیح اور معتبر ہے۔یعنی کتاب الآثار للقاضی ابویوسف کی طرح کتاب الآثار للامام محمد بھی ثابت ہے۔